ابوسعدان محمد سعیدی
گیارہ عورتوں کی کہانی
رسول اللہ ﷺ کی زبانی
94106
89388
دارالکتاب سہارنپور (یوپی)

گیارہ عورتوں کی کہانی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی

تصنیف لطیف

حضرت مولانا محمد سعیدی صاحب مدظلہ

جانشین فقیہ الاسلام و ناظم و متولی مدرسہ مظاہر علوم وقف سہارنپور

حدیث اُمِّ زرع

تالیف: حضرت مولانا محمد سعیدی ناظم و متولی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

''یہ حدیث، حدیث ام زرع کے نام سے موسوم ہے،زرع زاء کے فتحہ اور راء مہملہ کے سکون کے ساتھ ولد کے معنی میں ہے، جن گیارہ عورتوں کا قصہ اس حدیث میں مذکور ہے ان میں سے گیارہویں عورت کو حدیث میں ام زرع کہا گیا ہے، مصنف کے نزدیک چونکہ ان عورتوں کے نام بہ طریق صحیح ثابت نہیں اس لئے مصنف نے ان اسماء سے تعرض نہیں کیا اور اس لئے بھی کہ ان اسماء کے ذکر سے کوئی خاص فائدہ بھی وابستہ نہیں تاہم بعض شراح نے تلاش وجستجو کے بعد ان عورتوں کے نام استخراج کئے ہیں۔

حافظ ابوبکر خطیب بغدادی اپنی کتاب ''المبھمات'' میں فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی ایسا آدمی معلوم نہیں جس نے ان عورتوں کا نام ذکر کیا ہو جن کا ذکر حدیث ام زرع میں آیا ہے البتہ ایک غریب طریق میں یہ تفصیل مذکور ہے کہ دوسری عورت کا نام ''عمرہ بنت عمرو'' تیسری کا نام ''حبی بنت کعب'' چوتھی کا نام ''مہدد بنت ابی مرزمۃ'' پانچویں کا نام ''کبشہ'' چھٹی کا نام ''ہند'' ساتویں کا نام ''حبی بنت علقمہ'' آٹھویں کا نام ''ماسر بنت اوس'' نویں کا نام ''بنت عبد'' دسویں کا نام ''کبشہ بنت الارقم'' اور گیارھویں کا نام ''ام زرع بنت اکھل بنت ساعدۃ'' ہے۔

ابن درید فرماتے ہیں کہ ام زرع کا نام عاتکہ ہے، یہ عورتیں یمنی یا حجازی تھیں۔

قاضی عیاضؒ اور امام رافعیؒ نے اس حدیث کو مستقل جزء کی شکل میں بھی تصنیف کیا ہے بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اور تاریخ قزوین میں بھی یہ حدیث ذکر کی گئی ہے، حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ متعدد طرق سے یہ حدیث منقول ہے جن میں سے بعض طرق موقوف اور بعض مرفوع ہیں لیکن حدیث پاک کے آخر میں مذکور جملہ ''کنت لک کابی زرع لام زرع'' رفع کی تائید کرتا ہے، اس لحاظ سے یہ حدیث بالاتفاق مرفوع بن جاتی ہے۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا انہا قالت جلس اِحدی عشرة امرأة فتعاهد ن و تعاقد ن أن لا یکتمن من أخبار ازواجهن شیئاً۔

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ گیارہ عورتوں نے مجلس منعقد کی اور باہم یہ عہد و پیمان کیا کہ اپنے شوہروں کے حالات سے کچھ نہ چھپائیں گی (بلکہ صحیح صحیح بیان کریں گی)۔

جلس اِحدیٰ عشرة امرأة، اکثر نسخوں میں یہ لفظ جلس (بصیغۂ ماضی مفرد) ہی وارد ہوا ہے بعض میں نون کے اضافہ کے ساتھ جلسن (جمع مؤنث غائب کے صیغے کے ساتھ)اور بعض میں جلست بھی آیا ہے، عشرة کے سین کا سکون، فتحہ اور کسرہ تینوں درست ہیں لیکن سکون فصیح اور زیادہ مشہور ہے۔

ان کے خاوند اپنی ضروریات میں دوسری جگہوں پر گئے ہوئے تھے یہ چونکہ خالی تھیں اس لئے انہوں نے خوش طبعی اور دل بہلانے کے طور پر یہ گفتگو شروع کی ،عورتوں کی دیرینہ عادت ہے کہ جب وہ جمع ہوتی ہیں تو خاموش نہیں رہتیں ، انہوں نے باہم یہ عہد و پیمان کیا کہ ہر عورت اپنے شوہر کا بالکل صحیح حال بیان کرے گی ،کوئی بات چھپا کر ذرہ برابر خیانت سے کام نہ لے گی چنانچہ اس عہد و پیمان کے مطابق گفتگو شروع ہوئی۔

قالت الاولیٰ: زوجی لحمُ جملٍ غَثٍّ علی راس جبلٍ وعرٍ لا سهلٌ فَیُرتَقی ولا سمینٍ فَیُنتقی۔

پہلی عورت بولی! میرا شوہر نحیف ونزار اونٹ کا گوشت ہے جو دشوار گذار پہاڑ کی چوٹی پر (رکھا) ہے (راستہ) آسان نہیں کہ چڑھا جا سکے اور گوشت بھی موٹا تازہ نہیں کہ (اوپر کی جھلی اتار کر) اس کے اندرونی مغز کے حصول کی کوشش کی جائے (یا اگر فینتقل والی روایت لی جائے تو ترجمہ ہوگا کہ) گوشت موٹا تازہ بھی نہیں کہ (اس کو بسیار جستجو کے بعد پہاڑ کی چوٹی سے (گھر) منتقل کیا جائے۔

ابو عبید فرماتے ہیں کہ غث سے مراد لاغر و دُبلا ہے اور وعر کے معنی ہیں دشوار گذار جس تک رسائی مشکل ہو، مطلب یہ ہوا کہ میرا شوہر کئی وجوہ سے ''قلیل الخیر '' ہے مثلاً

(ا) ایک وجہ یہ ہے کہ وہ اونٹ کے گوشت کی طرح ہے جو لوگوں کو بکری کے گوشت کے مقابلہ میں زیادہ پسند نہیں ہوتا۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ گوشت بھی لاغر اور دُبلا ہے جس کی طرف ردی ہونے کے سبب ذرا بھی رغبت

نہیں ہوتی۔

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہونے کی وجہ سے اس تک رسائی اور اس کا حصول بسیار جدوجہد اور غیر معمولی مشقت وتعب کے بغیر ممکن نہیں اس لئے اور بھی زیادہ باعث نفرت ہے گویا ہر طرح سے بیکار معطل اور ناقابل انتفاع ہے کسی کے لئے ذرہ برابر بھلائی کی اس سے توقع نہیں، انتہائی بدخلق اور بدطینت کہ کوئی اس سے ملنا ہی پسند نہیں کرتا۔

علامہ خطابی نے علی راس جبل کے ذیل میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد تکبر وترفع ہے یعنی وہ اعلیٰ درجہ کا متکبر اور بداخلاق ہے۔

فَیُنتقٰی اور فَیُنتقل دونوں روایتیں ہیں، اول الذکر انتقاء سے ہے جس کے معنی استخراج نِقی یعنی گودا نکالنے کے ہیں اور ثانی الذکر منتقل کرنے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے معنی میں ہے۔

قالت الثانیة: زوجی لا ابثُّ خبرَہ انی أخاف أنْ لا اذَرَہٗ اِن اَذْکُرْہ اذکر عُجرَہ و بُجرہ

دوسری عورت بولی! میں اپنے شوہر کی بات نہیں بتاتی، میں اندیشہ کرتی ہوں کہ میں اس کو نہ چھوڑوں گی اگر میں اس کا ذکر کروں گی تو اس کے انٹرے پنٹرے کھول دوں گی (ظاہری باطنی ہر قسم کے عیب بیان کروں گی)۔

اِنی أخاف أن لا اذرہ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں چنانچہ ابن السکیت فرماتے ہیں کہ لا اذرہ میں ضمیر منصوب خبر کی طرف لوٹ رہی ہے، مطلب یہ ہوگا کہ اس کی خبر طویل ہے اس کی ختم نہ ہونے والی عجیب وغریب طویل ترین کہانی ہے اگر میں نے اس کا آغاز کر دیا تو انجام مشکل ہے (کیونکہ میرا خاوند سرتا پا عیب ہے) اور اگر ضمیر زوج کی طرف لوٹائی جائے تو پھر اس صورت میں لا زائدہ ماننا پڑیگا اور مطلب یہ ہوگا کہ مجھے خطرہ یہ ہے کہ وہ مجھ کو طلاق دیدیگا اور میں اس کو چھوڑ بیٹھوں گی جب کہ اس کی محبت یا اس سے اولاد ہونے یا اس کے دیگر احسانات کے سبب اس کے ساتھ زندگی بسر کرنا میری مجبوری ہے۔

عجر و بجر سے ظاہری اور باطنی عیوب مراد ہیں۔

خطابی کے نزدیک مراد باطنی عیوب اور پوشیدہ راز ہیں، کہا جاتا ہے ذکر عُجرہ و بُجرہ یعنی اس کے

عیوب بیان کردئے یا اس کی ظاہر و پوشیدہ سب باتیں بیان کردیں، دراصل پٹھوں اورنسوں میں گانٹھ پڑکر جو ابھار نظر آتا ہے، عجر کا اطلاق اس ابھار پر ہوتا ہے یہی حال بُجر کا ہے مگر یہ پیٹ کے لئے خاص ہے اس کا واحد بجرۃ ہے اسی سے أبجر وہ شخص جس کی ناف ابھری ہوئی ہو اور نسبتاً بڑی ہو، عظیم البطن انسان کو بھی أبجر کہتے ہیں۔

علامہ ابن الاعرابی نے فرمایا ہے کہ ابھار اگر پشت میں ہو تو اس پر عجرہ اور اگر ناف میں تو اس پر بجرہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

یہاں یہ اعتراض غلط ہے کہ اس عورت نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے شوہر کے حالات بیان کرنے سے اعراض کیا نہیں بلکہ حقیقت میں اس نے انتہائی ہوشیاری سے بہت ہی مختصر اور نہایت لطیف انداز میں اپنے شوہر کا ہر طرح سے مخزن عیوب ہونا ظاہر کردیا، اس میں معاہدہ کی خلاف ورزی محض صورۃً ہے حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں کما لا یخفی علی فہمٍ۔

قالت الثالثة: زَوْجِیْ الْعَشَنَّق، اِنْ انطق اُطَلَّقْ، وَاِنْ اسکت أُعَلَّقْ۔

تیسری عورت بولی، میرا شوہر لمڈھینگ ہے اگر میں بولوں گی تو مطلقہ ہو جاؤں گی اور اگر خاموش رہی تو اُدھر میں لٹکی رہ جاؤں گی (ناراض ہونے کے سبب وہ مجھ کو طلاق دیدیگا یا بہ صورتِ دیگر خود اس کو حقوق زوجیت ادا کرنے کی توفیق نہ ہوگی)۔

عشنق عین مہملہ، شین معجمہ، نون مشدد کے ساتھ ہے اور اخیر میں قاف ہے جس کے معنی لمڈھینگ کے آتے ہیں یعنی وہ اس حد تک لمبا ہے کہ اس کی لمبائی مکروہ اور ناپسندیدہ معلوم ہوتی ہے گویا لمبا کیا ہے ایک قسم کا کھمبا ہے۔

مشہور ہے کل طویل احمق اس لئے یا تو وہ اپنے شوہر کے حمق کو بتانا چاہتی ہے یا بدصورتی کو، کیونکہ حسن درحقیقت اعتدال جوارح اور تناسب اعضاء سے عبارت ہے اس لئے جو اِس قدر طویل ہوگا وہ حسن و جمال سے کوسوں دور ہوگا اور چونکہ عموماً ایسے لانبے لوگ بیوقوف ہوتے ہیں اور بیوقوف و نامعقول آدمی اکثر بداخلاق ہوتا ہے اسلئے ہوسکتا ہے کہ وہ اس کی بدخلقی کو بیان کرنا چاہتی ہو۔

بعض روایات میں ایک جملہ اور بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میں ہر وقت اس طرح رہتی ہوں جیسے کوئی تیز تلوار کی دھار کے نیچے ہو کہ ہر وقت فکر سوار رہتا ہے نہ معلوم کب کام تمام ہو جائے۔

قالت الرابعة: زوجی کلیل تھامة لا حرٌّ و لا قرٌّ و لا مخافةٌ و لا سامَةٌ۔

چوتھی عورت بولی! میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرح ہے نہ گرم نہ ٹھنڈا، نہ کوئی ڈر نہ کوئی اکتاہٹ۔

تھامة سے مراد مکہ اور اس کے گردونواح ہیں وہاں کی رات ہمیشہ معتدل ہوتی ہے خواہ دن میں کتنی ہی گرمی ہو۔

اس عورت نے انتہائی بلیغ انداز میں اپنے شوہر کی تعریف بیان کی ہے اس کو تھامة کی رات سے تشبیہ دے کر اس کے اعتدال طبع، غایت کرم اور پاکیزگیٔ اخلاق کو بیان کیا ہے، اس کے کریمانہ اخلاق ہی اس کو ہر قسم کے خوف وڈر اور اکتاہٹ وملال سے محفوظ رہنے کی ضمانت ہیں۔

قالت الخامسة: زوجی اِن دخل فھِد و اِن خرج أسِد و لا یسأل عما عَھِدَ۔

پانچویں عورت بولی، میرا شوہر اگر (گھر میں) داخل ہوتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے، باہر جاتا ہے تو شیر بن جاتا ہے اور (گھر والوں سے) اس چیز کی نسبت پوچھ تاچھ نہیں کرتا جس کی اس نے (اہل خانہ پر) ذمہ داری ڈالی ہے۔

گو اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ اس عورت نے اپنے شوہر کی تعریف بیان کی ہے یا مذمت مگر صحیح یہ ہے کہ اس عورت نے بھی اپنے شوہر کی انتہائی بلیغ انداز میں تعریف بیان کی ہے۔

فَھِدَ باب سمع سے ہے، چیتا بننے سے مراد اس کا گھر میں آنے کے بعد سوتے رہنا ہے۔

چیتا سونے میں ضرب المثل ہے، کہا جاتا ہے زید انوم من فَھد زید چیتے سے زیادہ سوتا ہے، گھر کے سازوسامان کے بارے میں تفتیش نہ کرنا غایت کرم کی بات ہے کہ وہ اس مال ومتاع کو معمولی سمجھ کر استفسار کی ضرورت نہیں سمجھتا، بصورتِ دیگر اگر اس کو شوہر کی مذمت پر محمول کیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ گھر میں آکر پہلوتہی اور اعراض کرتا ہے نہ کوئی بات نہ کوئی کام، سب چیزوں سے نفور سوتا رہتا ہے۔

قاضی عیاض اور ابن ابی اویس نے چیتا بننے کے معنی یہ بتائے ہیں کہ وہ گھر میں داخل ہوتے ہی مجھ پر چیتے کی طرح کودتا اور جست لگا کر مجھ سے جماع کرتا ہے لیکن مشہور پہلا ہی قول ہے، گھر سے باہر شیر بننے کا مطلب

یہ ہے کہ جب وہ میدان جنگ میں ہوتا یا اچانک کسی دشمن سے ملتا ہے تو مرد مجاہد کی طرح ملاقات کرتا ہے دشمن کا خوف اس کو ذرہ برابر ہراساں نہیں کرتا، نہ ہی نہتے ہونے کا احساس اس کو دشمن پر وار کرنے سے باز رکھتا ہے۔

یا مطلب یہ ہے کہ گھر سے باہر لوگوں سے شریفانہ برتاؤ کرتا ہے گویا یہ عورت اپنے شوہر کے شریف اور بہادر ہونے کو بتا رہی ہے۔ اسِد (س) اور استاصد دونوں ہم معنی ہیں۔

قالت السادسة: زوجی ان أکل لف و ان شرب اشتف و ان اضطجع التف و لا یولج الکف لیعلم البث۔ چھٹی بولی میرا شوہر اگر کھاتا ہے تو (سب) چٹ کر جاتا ہے، پیتا ہے تو (سب) چڑھا جاتا ہے اگر لیٹتا ہے تو چادر تان لیتا ہے (میری چادر میں) میرا غم جاننے کے لئے ہاتھ بھی نہیں ڈالتا۔

لَفَّ (ن) الشیء جمع کرنا، ملانا، فی الطعام مختلف قسم کے کھانوں کو ملا کر بری طرح سے کھانا، اسی سے ہے ان اکل لف و ان شرب اشتف، کھاتا ہے تو سب ہڑپ کر جاتا ہے اور پیتا ہے تو سب صاف کر دیتا ہے، اشتف اشتفاف سے ہے جس کے معنی برتن میں موجود مشروبات اس طرح پینا کہ برتن میں کچھ بھی باقی نہ رہے، یہ شُفافہ (بالضم) سے ماخوذ ہے جس کے معنی باقیماندہ کے ہیں، اس عورت کے کلام میں بھی تعریف و مذمت ہر دو پہلو موجود ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ وہ یہ کہنا چاہتی ہو کہ میرا خاوند کھانے پینے کے میدان میں شہ سوار ہے جب وہ کھانے پر آتا ہے، دسترخوان پر موجود قسم قسم کے کھانے مرغ، تنجن، بریانی، میوہ جات، بادام، اخروٹ، خوبانی اور طرح طرح کے مشروبات، روح افزا، شربت خس، صندل دودھ پانی وغیرہ خوب پیتا ہے اور تمام ہی نعم الٰہیہ سے جی بھر کر فائدہ حاصل کرتا ہے وہ فطری طور پر کریم و سخی ہے، بخل اس کے پاس بھی نہیں پھٹکتا۔ اگر اس عورت کا کلام برائی اور مذمت پر محمول کیا جائے تو مطلب یہ کہ وہ کھانے پینے کا انتہائی حریص ہے جو کچھ سامنے آتا ہے سب ختم کر دیتا ہے دوسرے کا ذرا بھی خیال نہیں کرتا، ایثار نام کی اس میں کوئی چیز نہیں ہے، گھر والوں کا اور مہمانوں کا ذرہ برابر خیال نہیں کرتا، بہت بڑا پیٹو ہے بلکہ کھانے کی مشین ہے۔

ولا یولج الکف لیعلم البث میری پراگندگی معلوم کرنے کے لئے میری طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا، اسے ایسی کوئی فکر نہیں، یا مطلب یہ ہے کہ جھگڑے فتنوں سے بیزار رہتا ہے بلاوجہ کسی کے پراگندہ احوال میں اپنی

مرضی سے گھستا نہیں پھرتا۔

ابوعبید فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ اس عورت کے بدن پر کوئی عیب یا کوئی بیماری تھی جس کو اس نے کنایۃً بیان کیا ہے کیونکہ بث کے معنی حزن وغم کے ہیں اس کا خاوند اس کے کپڑے میں اس لئے ہاتھ داخل نہیں کرتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا ہاتھ اس کی بیماری کی جگہ پہنچ جائے اور اس عورت کو تکلیف پہنچے گویا یہ عورت اپنے خاوند کو مروّت اور کرم اخلاق کے ساتھ موصوف کر رہی ہے۔

ہروی ابن الاعرابی سے نقل کرتے ہیں کہ یہ عورت اپنے شوہر کی مذمت بیان کر رہی ہے کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ میرا خاوند کپڑوں میں لیٹ کر ایک طرف سو رہتا ہے مجھ سے گھلتا ملتا اور مضاجعت نہیں کرتا کہ میرے قلب میں موجود اپنی محبت وچاہت کا ادراک کر سکے گویا اس کا غم واندوہ صرف یہی ہے کہ وہ اپنے شوہر کی نزدیکی اور اس کا قرب چاہتی ہے۔ایک مطلب بعض نے یہ بھی بتایا کہ وہ میرے مصالح ومسائل کو حل نہیں کرتا، مجھ سے دور اور بالکلیہ نفور رہتا ہے۔

فائدہ: ابن قتیبہ نے ابوعبید کا رد کرتے ہوئے کہا ہے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جو عورت شروع میں اپنے شوہر کی تعریف کر رہی تھی وہ اخیر میں اس کی برائی بیان کرنے لگے،اس پر علامہ ابن الانباری نے رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ ابن قتیبہ کا ابوعبید پر رد فرمانا درست نہیں کیونکہ مذکورہ بالا روایت میں غور کرنے سے تین قسم کی عورتیں نظر آتی ہیں۔

(۱) اولؔ وہ جن کے شوہروں کے تمام حالات اچھے اور قابل تعریف ہیں۔

(۲) دوسرےؔ وہ جن کے شوہروں کے سب احوال برے اور قابل مذمت ہیں۔

(۳) تیسرےؔ وہ عورتیں جن کے خاوند قابل تعریف ومذمت دونوں قسم کے احوال سے متصف ہیں اور یہ سب کی سب پہلے یہ عہد وپیمان کر چکی ہیں کہ سب احوال صحیح صحیح بیان کریں گی اس لئے اس عورت نے اگر شروع میں تعریف کی اور پھر اختتام گفتگو پر اپنے شوہر کی مذمت بیان کرنے لگی تو کوئی اشکال کی بات نہیں ہے ،علامہ خطابی اور قاضی عیاض نے بھی ابن الاعرابی کا قول اختیار کیا ہے۔

قالت السابعة :زوجی غیایاء او عیایاء أو طباقاء کل داء له داء شجّک أوْ فلّک أو جمعَ کُلًّا

لک۔

ساتویں عورت بولی ! میرا شوہر نامرد ہے یا عاجز ہے یا کوڑھ مغز ہے، ہر بیماری اس کی بیماری ہے وہ تیرا سر پھوڑ دیگا یا تیرا کوئی عضو توڑ دے گا یا (یہ سب) تیرے لئے جمع کر دے گا۔

اس روایت میں لفظ غیایا اسی طرح (غین معجمہ کے ساتھ) یا عیایاء (عین مہملہ کے ساتھ) وارد ہے۔

ابوعبید وغیرہ نے معجمہ کا انکار کیا ہے اور عیایاء کی تفسیر هو الذی لا یُلقِح سے کی ہے یعنی وہ شخص جو عورت کو حاملہ نہ کر سکتا ہو۔

بعض کے نزدیک وہ ایسا نامرد انسان ہے جو عورتوں کے ملاپ سے تھک جاتا ہو اور ان کے ساتھ ہم بستری سے قاصر ہو۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں (غین) معجمہ کے ساتھ صحیح ہے اور یہ غیایة سے ماخوذ ہے جس کے معنی ظلمة اور تاریکی یا سائبان کے ہیں، اس سے یہ عورت یہ بتانا چاہتی ہے کہ میرا شوہر راہ یاب نہیں ہو پاتا قطعاً ماند اور عاجز و قاصر ہے۔

یا اس کو ثقل روح کے ساتھ موصوف کر رہی ہے گویا وہ تہہ بہ تہہ تاریک سایہ کی طرح ہے جس میں ذرا چمک اور روشنی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

یا اس کا مطلب یہ ہے کہ انتہائی کند ذہن اور غبی ہے کہ اس پر اس کے معاملات مخفی اور پوشیدہ ہیں۔

یا پھر غیایاء (بالغین المعجمه) غیی بمعنی انهماک فی الشَّر سے ہے گویا وہ ہمہ وقت نت نئی شرارتوں میں مصروف رہتا ہے۔

یا غی بمعنی گمراہی اور ناکامی سے ہے یعنی وہ ناکام اور غیر فائز المرام ہے، طباقاء خفیف العقل یعنی حماقت کی وجہ سے جس پر اس کے معاملات مخفی اور پوشیدہ اور بالکلیہ بند ہیں گویا یہ ضعف دماغ، کوتاہی فکر اور خفتِ عقل کی انتہاء کو پہنچ کر بالکل ٹھپ ہو چکا ہے۔

بعض کے نزدیک اس کے معنی عاجز عن الکلام کے ہیں۔

بعض نے عاجز عن الکلام احمق کے ساتھ تفسیر کی ہے۔

شجک شج شجا سر میں زخم لگانا، اسی لئے شجاج سر میں لگے زخموں پر بولتے ہیں، سر اور بدن کے دیگر حصے میں لگے زخموں کو بھی شجاج کہہ دیتے ہیں۔

فلک فل فلا (بکسر الفائ) جس کے معنی توڑنے اور مارنے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ میرا خاوند انتہائی خونخوار ہے آؤ دیکھے نہ تاؤ سر پھوڑ ڈالے یا دیگر اعضاءِ بدن زخمی کر دے یا سب کچھ کر گذرے اس سے کچھ بھی بعید نہیں، بعض نے فل سے جھگڑا مراد لیا ہے۔

قالت الثامنة: زوجی الرِّیحُ رِیحُ زرنب و المسُ مسُّ أرنب۔

آٹھویں عورت بولی! میرا شوہر زرنب کی خوشبو ہے اور (اس کا) چھونا خرگوش کا چھونا ہے۔

آٹھویں عورت نے بھی مختصر انداز میں اپنے شوہر کی خوبی اور تعریف بیان کی ہے، زرنب از قبیل نباتات دیار عرب کی مشہور و معروف خوشبو ہے۔

بعض نے اس کی تفسیر زعفران سے کی ہے، یہ اپنے شوہر کے پسینہ کی بو کو زرنب کی خوشبو کے ساتھ تشبیہ دے رہی ہے گویا اس کے شوہر کے بدن سے پسینہ کی بو کی جگہ عجیب وغریب خوشبو پھوٹتی ہے جو اس کی طرف اچھی طبائع کیلئے غیر معمولی رغبت وانس کا باعث ہے اس سے اس کے شوہر کی طبیعت کا لطیف ہونا بھی آشکارا ہوتا ہے۔

یا مطلب یہ ہے کہ وہ خداداد مال وثروت کے نتیجہ میں انتہائی قیمتی عطور اور بے انتہاء بیش قیمت بخور استعمال کرنے کا عادی ہے اس وجہ سے اس کے کپڑے ہمیشہ خوشبو سے معطر رہتے ہیں یہ اس کی نفاست پسندی کا مظہر ہے یا یہ اس کی خوش اخلاقی، نزاکت طبع اور حسن معاشرت سے کنایہ ہے۔

و اَلمَسُ مسُ ارنب لین جانب، نرمی و نازکی اور کریمانہ اخلاق کے لئے بالکل صریح ہے۔

حضرت شیخ فرماتے ہیں

اس کی تعریف کا حاصل یہ ہے کہ وہ نرم مزاج ہے سخت اور بدخو نہیں اس میں لذت جسمانی وروحانی دونوں موجود ہیں کہ نازک بدن ہے لپٹنے کو دل چاہے یا نرم مزاج ہے کہ غصہ کا نام ہی نہیں اس کے ساتھ ہی خوشبو میں بھی مہکتا رہتا ہے بعض روایات میں اس کے بیان میں ایک جملہ اور بھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں اس پر

غالب رہتی ہوں اور وہ لوگوں پر غالب رہتا ہے یعنی میرا غالب رہنا اس کے عاجز ناکارہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے اس لئے وہ سب پر غالب رہتا ہے بلکہ میری محبت یا اس کی شرافت کی وجہ سے میں غالب رہتی ہوں۔

قالت التاسعة: زوجی رفیعُ العِماد طویلُ النِجاد عظیمُ الرَّماد قریبُ البیت من الناد

نویں عورت بولی: میرا شوہر بلند ستون، دراز قامت، بے پناہ راکھ والا (سخی) ہے (اس کا) گھر مجلس سے قریب ہے۔

یہ عورت اپنے خاوند کی تعریف کر رہی ہے گھر کے اونچا ہونے سے مراد اگر بلند و بالا عمارت ہے تو اس کی دولت وثروت اور ریاست کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اونچی عمارت دولت و ریاست ہی کا نتیجہ ہوتی ہے اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا مکان بلند و بالا پہاڑی پر ہے تو یہ اس کی سخاوت سے کنایہ ہے کیونکہ عرب کے سخی لوگ بلند جگہ مکان اس لئے بناتے تھے کہ فقراء ومساکین اور گم گشتہ راہ مسافر دور سے دیکھ کر ادھر چلے آئیں اور اپنی ضرورتیں پوری کرسکیں۔

بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ انتہائی لطیف انداز میں شرافتِ حسب اور نجابت نسب کو بتا رہی ہے گویا یہ اپنے خاوند کے بارے میں یہ بتانا چاہتی ہے کہ وہ بڑے حسب ونسب والا اور اونچے خاندان کا حامل ہے۔

علامہ نوویؒ کی توضیح کا حاصل یہ ہے کہ بلندی ستون کا مطلب یہ ہے کہ وہ شرافت نفس اور اس کی وجہ سے ذکر جمیل کے ساتھ موصوف ہے دراصل عماد ستون کے معنی میں ہے جس کی جمع عمد آتی ہے یعنی اس کا گھرانہ حسب ونسب میں لوگوں کے درمیان بلند و بالا اور دوسروں کے مقابلہ بزرگ و برتر ہے۔

یا مطلب یہ ہے کہ جس گھر میں وہ سکونت پذیر ہیں اس کے ستون طویل ہیں تاکہ بلند بالا عمارت دیکھ کر اصحابِ حوائج اور مہمانانِ کرام دور ہی سے اس کا قصد کرسکیں، عرب کے کریم لوگوں کے مکانات اسی شان کے ہو تے تھے۔

دوسری تعریف قد و قامت کی طویل النجاد سے کی گئی ہے نجاد نون کے کسرہ کے ساتھ تلوار کے پڑ تلہ کو کہتے ہیں، لمبے آدمی کو لمبے پڑتلے کی ضرورت پیش آتی ہے اسی لئے طویل النجاد بول کر طویل قامت اور دراز قد سے کنایہ کرتے ہیں۔

تیسری تعریف عظیم الرَّ ماد سے کی ہے، یہ را مہملہ کے فتحہ کے ساتھ راکھ کے معنی میں مفرد ہے جمع کیلئے أرمدہ لاتے ہیں، اسی سے عرب کی مشہور کہاوت ہے ھو ینفخ فی رمَادٍ (وہ راکھ میں پھونک مارتا ہے) یہ اس شخص کے حق میں بولتے ہیں جو بے فائدہ کام کرتا ہے، یہ عورت اپنے خاوند کو عظیم الرماد کہہ کر اس کی سخاوت وکرم کو بتانا چاہتی ہے کیونکہ راکھ کی زیادتی، آگ کی زیادتی کو، آگ کی زیادتی، کھانا بننے کی زیادتی کو بتاتی ہے، کھانا وہیں زیادہ بنتا ہے جہاں مہمان زیادہ آتے ہیں اور مہمانوں کی زیادتی اسی کے یہاں ہوتی ہے جو سخی ہوتا ہے۔

بعض اہل عرب بوجہ سخاوت طبع اپنے گھروں میں اونچے اونچے مقامات پر گھر سے باہر بڑے بڑے بلند و بالا ٹیلوں پر اس لئے بھی آگ روشن رکھتے تھے تاکہ گم گشتہ راہ مسافر اور مہمانانِ کرام راہ یاب ہوسکیں، شاید اس عورت کا اشارہ اسی طرف ہے، چوتھی تعریف اس نے قریب البیت من الناد سے کی ہے ناد، نادی، ندی اور منتدی سب کے معنی مجلس کے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ وہ انتہائی زیرک اور صائب الرائے ہے جس کی وجہ سے اربابِ اقتدار کی خواہش پر اس نے اپنا مکان دارالمشورۃ کے قریب بنایا ہے تاکہ وقتِ ضرورت مفید مشورہ دے سکے۔

یا اس کا گھر دارالمشورۃ سے قریب ہے، مہمانوں کی آسانی اور دارالمشورۃ میں شب و روز آنے والے مہمانوں کی سہولت کی خاطر اس نے اپنا گھر دارالمشورہ کے قریب بنایا ہے تاکہ آنے والے لوگ اپنی ضرورت کو قریبی گھر سے پورا کرسکیں یہ بھی اس کی سخاوت و ریاست کی دلیل ہے۔

قالت العاشرۃ : **زوجی مالک وما مالک؟ خیر من ذلک له ابلٌ کثیراتُ المبارک قلیلاتُ المسارح اذا سمعن صوت المزھر أیقنَّ أنھنَّ ھَوَالک۔**

دسویں بولی! میرا شوہر مالک ہے، مالک کیا چیز ہے (وہ) اس (سب سے) بہتر ہے اس کے پاس اونٹ بہت ہیں جن کے (بندھنے اور) بیٹھنے کی جگہ بہت اور چرنے کے مقامات کم ہیں، جب وہ باجے کی آواز سنتے ہیں تو یقین کر لیتے ہیں کہ اب وہ ذبح ہوجائیں گے۔

اس عورت کے شوہر کا نام مالک ہے اس نے اپنے شوہر کے کرم اور غیر معمولی جود و سخا کی تعریف کی ہے،

کہتی ہے میرا شوہر مالک ہے جانتی ہو مالک کیا چیز ہے، وہ بڑی اونچی چیز ہے وہ مذکورہ بالا نویں عورت کے شوہر سے یا مذکورہ ہر شخص سے بہتر ہے یا بعد میں مذکور قابل تعریف شخص سے بہتر ہے۔ دولت وثروت کی بہتات اور مہمانوں کی ضیافت اور خاطر ومدارات سرشت میں داخل ہونے کے سبب وہ اپنے یہاں اونٹوں کی ایک بڑی تعداد ہمہ وقت موجود رکھتا ہے، جوں ہی مہمانوں کی آمد ہوتی ہے دودھ اور گوشت سے ان کی ضیافت کی جاتی ہے، یہ اونٹ گھر کے قریب ہی باندھے جاتے ہیں دیگر جانوروں کی طرح چراگاہوں میں نہیں چھوڑے جاتے تاکہ مہمانوں کی آمد پر چراگاہ سے واپس لانے میں دشواری اور مہمانوں کو انتظار کی کلفت برداشت نہ کرنی پڑے، جوں ہی مہمان آتے ہیں عرب کے طریقہ کے مطابق باجوں سے ان کا استقبال کیا جاتا ہے، اونٹ جب باجہ کی آواز سنتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ بس ہمارا وقت قریب آپہنچا ہے۔

مِزھَر میم کے کسرے اور ھا کے فتحہ کے ساتھ باجہ کو کہتے ہیں اس کی جمع مزاھر آتی ہے بعض نے اس کو مُزھِر میم کے ضمہ اور ھا کے کسرہ کے ساتھ ضبط کیا ہے اس کے معنی آگ روشن کرنے والے کے ہیں، ازھر النَّار سے ماخوذ ہے یعنی مہمانوں کی آمد پر جب اونٹ ذبح کئے جاتے ہیں تو کھانا بنانے کے لئے آگ روشن کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اونٹ جب ان کھانا بنانے والوں کی آوازیں سنتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ اب پیغام اجل قریب آپہنچا ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے اس کے پاس بکثرت اونٹ ہیں جو اس کے آنگن میں بندھے رہتے ہیں، ان کو چرنے کیلئے چراگاہ بہت کم وقت کے لئے بھیجا جاتا ہے وہ اکثر اوقات گھر سے قریب صحن میں موجود رہتے ہیں تاکہ جوں ہی مہمان فروکش ہوں فوری طور پر ان کیلئے اونٹ کا دودھ اور گوشت حاضر کیا جاسکے، مہمانوں کی ضیافت میں ذرا بھی تاخیر نہ ہو (یہ تفسیر ابوعبید سے اور حمید سے نقل کی گئی ہے) یہ مطلب ہرگز نہیں کہ چراگاہوں کے کم ہونے کے سبب اونٹ اصطبل میں بندھے رہتے یا آنگن میں بیٹھے رہتے ہیں، ظاہر ہے کہ اس سے اونٹوں کا لاغر اور نحیف ونزار ہونا لازم آتا ہے جو مہمانوں کی خدمت میں پیش کئے جانے والے اونٹوں کیلئے ہرگز مناسب نہیں ہے۔

قالت الحادية عشرة : زوجي ابوزرع وما ابوزرع۔ أناس من حُلِيٍ أُذُنيَ ومك من شحم

عضدتی وَ بُجَحَنِّیْ فبجحت اِلی نفسی۔

گیارہویں عورت بولی! میرا شوہر ابوزرع ہے اور ابوزرع کیا چیز ہے؟

أناس من حلی اُذُنیَ اس نے میرے کان زیورات سے بوجھل کردئے ہیں، ناس (ن) الابل اونٹوں کو ہانکنا، الشیئُ جھولنا، کہا جاتا ہے۔ له ضفیرتان تنوسان علی عاتقهٖ اس کے دو گیسو ہیں جو اس کے کندھوں پر لٹک رہے ہیں، أناس الشیئَ اناسة ہلانا، حرکت دینا، اسی سے نوس کسی لٹکی ہوئی چیز کا حرکت کرنا۔

حُلیّ یا مشدد کے ساتھ ہے اور حا مہملہ کا کسرہ اور ضمہ دونوں لغت ہیں۔

اُذنیّ بھی یاء کی تشدید کے ساتھ تثنیہ کا صیغہ یاء متکلم کی طرف مضاف ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس نے میرے کانوں کو بندے بالیوں سے بوجھل کر دیا ہے، میری خستہ حالی شگفتہ حالی سے بدل دی ہے و ملاء من شحم عضدی چربی سے اس نے میرے دونوں بازو بھر دئے ہیں یعنی کھلائی پلائی کے نتیجہ میں میرے دونوں جانب موٹی ہوگئیں ہیں، خصوصیت کے ساتھ ہر دو جانب کا ذکر اس لئے ہے کہ جب دونوں جانب فربہ ہوگئیں تو باقی بدن کی فربہی اس کے لئے لازم ہے گویا وہ کہنا چاہتی ہے کہ میرے خاوند نے مجھے کھلا پلا کر موٹا اور فربہ کر دیا ہے وَ بُجَحّنی فَبَجَحَتُ اِلیَ نفسی اس نے مجھے خوش کر دیا سو میرے نزدیک بھی میری طبیعت خوش ہوگئی بجحنی باب تفعیل سے ہے اور بَجَحّتُ واحد مؤنث غائب کا صیغہ بجح (س) به سے ہے جس کے معنی خوش ہونے کے ہیں ،نووی نے بجح بکسر الجیم و فتحها دونوں لغت مشہور بتائے ہیں اور کسرہ کو فصیح ترین قرار دیا ہے مگر جوہری نے فتحہ کو ضعیف کہا ہے، کہا جاتا ہے فلان یتبجّحُ بکذا فلاں اس پر فخر کرتا اور بڑا بنتا ہے۔

وَ جَدَنِی فی أھل غُنیمةٍ بِشقٍ فَجَعَلَنِی فِیْ أھل صهیلٍ و أطیط و دائسٍ و مُنَقٍ

اس نے مجھے بکری والوں میں مقام شق میں (یا پہاڑ کے کنارے میں یا خستہ حالی میں) پایا (تھا) سو مجھ کو اس نے مجھے گھوڑے والوں، اونٹ والوں، غلہ گاہنے والے (بیلوں) اور صاف کرنے والے کسانوں میں (شامل) کر دیا ہے، ہم معمولی قسم کے لوگ تھے بڑے متمول گھوڑوں اور اونٹوں والے نہ تھے۔

غنیمة بضم الغین غنم کی تصغیر ہے۔ صھیل گھوڑے کی آواز ،اور اطیط اونٹ کی آواز کو کہتے

ہیں اور شق کی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، شق شین کے کسرہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، رواۃ حدیث کے یہاں کسرہ مشہور ہے اور اہل لغت کے یہاں فتحہ۔ ابو عبید نے بھی بالفتح بتایا اور کہا ہے کہ محدثین اس کو کسرہ دیتے ہیں۔ یہ ایک جگہ کا نام ہے، ہروی نے کہا ہے کہ درست فتحہ ہے، ابن الانباری نے بالکسر والفتح ایک جگہ کا نام بتایا ہے، ابن ابی اویس اور ابن ابی حبیب کے فرمان کا حاصل یہ ہے کہ یہاں شق سے مراد شق جبل یعنی پہاڑ کا کنارہ ہے گویا یہ عورت اور اس کے اہل خانہ اپنی بکریوں کے ساتھ پہاڑ کے کسی کنارے پر رہتے تھے۔

قبتینی کی تفسیر کے مطابق یہاں شق (بالکسر) سے مراد تنگی عیش اور کدورت زندگی ہے شاید یہ عورت یہ بتانا چاہتی ہے کہ اس نے مجھے بے یار و مددگار غربت وافلاس کی حالت میں پایا اور میری شکستہ حالی کو خوشحالی سے بدل دیا، قاضی عیاض نے اسی کو راجح قرار دیا ہے، اس تفصیل کے مطابق شق کی تفسیر میں تین قول ہو گئے۔

(۱) یہ جگہ کا نام ہے۔ (۲) کنارے اور جانب کے معنی میں اور یہاں اس سے طرف جبل مراد ہے۔ (۳) یہ تنگی عیش کے معنی میں ہے۔

قال القبتینی ویقطُونہ بشِق (بالکسر) ای بشظفٍ من العیش و جھد۔

دائسٍ یہ دوس سے اسم فاعل ہے جس کے معنی گاہنے اور پیروں سے ملنے کے ہیں، مراد بیل اونٹ وغیرہ وہ جانور جو غلات کو گاہنے کے کام میں کارآمد ہوتے ہیں، گاہنے کے بعد غلہ صاف کیا جاتا ہے یہ عمل خود کسان لوگ یا ان کے نوکر چاکر انجام دیتے ہیں اس لئے منق سے مراد کسان یا ان کے نوکر چاکر ہیں، یہ تنقیہ سے ہے جس کے معنی صاف کرنے کے ہیں، بعض لوگ نون کا کسرہ پڑھتے ہیں لیکن صحیح فتحہ ہی ہے چنانچہ ابو عبید فرماتے ہیں ھو بفتحھا والمحدثون یکسرونھا ولا ادری مامعناہ۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ہماری روایت فتحہ کی ہے

ابن ابی اویس نے بالکسر نِقیق سے ماخوذ بتایا ہے جس کے معنی مویشیوں کی آواز کے ہیں۔

جمہور کے نزدیک فتحہ ہی صحیح ہے گویا یہ عورت اپنے شوہر کو کثرت مال و دولت کے ساتھ موصوف کر رہی ہے اور وہ یہ بتانا چاہتی ہے کہ میرا شوہر زمیندار کسان آدمی ہے جس کے یہاں کثرت کے ساتھ غلہ کی پیداوار

اوراس کو گاہنے اور صاف کرنے کا کام ہوتا ہے

فعندہ اقول فلا اُقبّح و أرقُد فأتَصبَّحَ و اَشرب فأتقمّح میں اس کے یہاں بکواس کرتی رہتی ہوں مجھ کو ملامت نہیں کی جاتی، سوتی رہتی ہوں اور صبح کردیتی ہوں اور پیتی رہتی ہوں پھر خود اپنی مرضی سے منہ اٹھاتی ہوں۔

یعنی میرا خاوند انتہائی با اخلاق سنجیدہ اور بردبار و متین انسان ہے، میں اس کے گھر میں نہ جانے کیا کیا بکتی رہتی ہوں مگر وہ عفوودرگذر سے کام لیتا ہے اور عالی ظرفی کا مظاہرہ کرتا ہے مجھے ذرا لعنت وملامت نہیں کرتا ،میں دن چڑھے تک سوتی رہتی ہوں نہ میرے آرام میں خلل ڈالتا ہے اور نہ مجھ سے بیدار ہونے کے لئے کہتا ہے،(واضح رہے کہ دیر تک سونا بھی شان ریاست ہے) میں دیر تک شان وانداز کے ساتھ پیتی رہتی ہوں مجھ پر کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی یہاں تک کہ سیرابی کے بعد میں خود ہی یکسو ہو جاتی ہوں۔

فأتقمح (بالمیم) تَقَمُّحُ سے ہے جس کے معنی دیر تک پینے کے بعد خوب سیراب ہو کر منھ ہٹانے کے ہیں، بخاری ومسلم کی روایت مین فأتقنح نون کیساتھ آیا ہے قال اھل اللغة قنحت الابل اذا تکارھت وتقنحتہ ایضا یعنی جب سیرابی کے بعد مزید پینے کو نا پسند کرتے ہیں۔

عکومھا رداح و بیتھا فساح اس کے برتن بڑے ہیں اور اس کا گھر کشادہ ہی عکوم (بالضم) عکم (بالکسر) کی جمع ہے، اس سے مراد کھانے کے برتن اور دیگر سامان ہے اور رداح (بالفتح) بڑے پیالے اور بڑے لشکر کو کہتے ہیں یہاں پہلے معنی مراد ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ اس کے یہاں بڑے بڑے برتن ہیں جن میں کثیر مقدار میں کھانا تیار ہوتا ہے،فساح بالضم فسیح بروزن فعیل دونوں ہم معنی ہیں، گھر کی کشادگی سے بھی زیادہ مہمانوں کی آمد کی طرف اشارہ ہے ،یا خیر اور نعمت کی کثرت مراد ہے۔

یہاں یہ اشکال ہوسکتا ہے کہ عکوم جمع کی رداح مفرد صفت لانا صحیح نہیں، قاضی عیاض نے جواب دیا ہے کہ یہاں کُلُّ عکم منھا رداح تاویل ہوسکتی ہے۔

ابن ابی زرع فما ابن ابی زرع مضجعہ کمسلّ شطبةٍ و تشبعہٗ ذراع الجَفْرَةِ۔

اس کی آرام گاہ ستی ہوئی شاخ یا تلوار کے مانند ہے اور بکری کا ایک دست اس کا پیٹ بھر دیتا ہے۔

ابوزرع کے بیٹے کی قناعت پسندی اور کفایت شعاری نیز مجاہدانہ وسپاہیانہ زندگی کو بیان کررہی ہے، شطبة تلوار یا شاخ کے معنی میں ہے، مسل میم کے فتحہ سین مہملہ اور لام مشدد کے ساتھ مصدر بمعنی مسلول ہے، اوراضافت صفت کی موصوف کی طرف ہے۔شاخ یا ستی ہوئی تلوار سے تشبیہ دے کر بدن کے چھریرے ہونے کو بتارہی ہے جومرد مجاہد کے لئے قابل تعریف ہے، بکری کے ایک دست پر اکتفاء قلیل الغذاء ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

جفرة بالفتح کے بمعنی بکری یا بھیڑ کے بچے کے ہیں۔

بنت ابی زرع فما بنت ابی زرع طوع ابیھا و طوع امھا و ملء کسائھا و غیظ جارتھا

(ابوزرع کی بیٹی)ابوزرع کی بیٹی کیا چیز ہے؟اپنے باپ کی فرمانبردار اپنی ماں کی اطاعت گذار اپنی چادر کا بھراؤاور اپنی سوتن کا غصہ ہے

لڑکی کا فرمانبرداراور اطاعت گذار ہونا,والدین کی سرخروئی کا باعث ہے جووالدین کے حسن تعلیم وتربیت کی روشن دلیل ہے, چادر میں بھرا ہوا ہونا اسکے موٹے اور فربہ ہونے سے کنایہ ہے, بعض روایات میں صفر ردائھا بھی وارد ہوا ہے، صفر کی معنی خالی ہونے کے ہیں جس کے پیش نظر چادر کا خالی ہونا اورلڑکی کا دبلے اورچھریرے بدن والی ہونا ثابت ہوتا ہے، تطبیق کی شکل یہ ہے پیٹ باریک دُبلا اور بدن کا دیگر وہ حصہ فربہ اورموٹا تھا جس کی فربہی بدن کے حسن کو دوبالا کرتی ہے۔

سوتن کے لئے غیظ وغضب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ عورت حسن وجمال، کمال وعقل، عفت وادب وغیرہ بے شمار ایسی خوبیوں کی حامل ہے جواس کی سوتن کے لئے قابل رشک وحسد ہیں۔

جاريةأبی زرع فما جارية أبی زرع لاتبث حديثنا تبثيثاًو لا تنقث ميرتنا تنقيثاً و لا تملأ بيتنا تعشيشاً۔

(ابوزرع کی لونڈی)ابوزرع کی لونڈی کیا چیز ہے؟وہ ہماری کوئی بات نہیں پھیلاتی ،وہ ہمارا کھانا نہیں چراتی ،وہ ہمارا گھر گھاس پھونس سے نہیں بھرتی۔

یہاں ابوزرع کی لونڈی کی تعریف مقصود ہے،کہتی ہے کہ وہ ہماری کوئی بات نہیں پھیلاتی یعنی مکمل رازدار

ہے، گھر کے بھید معلوم ہونے کے باوجود گھر کی کوئی بات دوسروں کو نہیں بتاتی گویا وہ المجالس بالامانۃ پر عمل پیرا ہے ۔ ولا تنقث میر تنا تنقیتاًوہ ہمارا کھانا برباد نہیں کرتی بلکہ انتہائی سلیقے اور قرینے سے ضرورت کے مطابق خود بھی کھاتی اور دوسروں کو بھی کھلاتی ہے، بدسلیقگی سے یونہی نہیں لٹادیتی کہ وقت ضرورت پریشانی کا سامنا ہو۔

وہ ہمارے گھر کو تنکوں سے نہیں بھرتی ،یعنی گھر کو صاف رکھتی ہے،کوڑا کرکٹ نہیں چھوڑتی ،عورتوں کی طرح غیر ضروری سامان گھر میں داخل نہیں ہونے دیتی ،یہ مطلب اس صورت میں ہے جب یہ تعشیش(بالعین المھملۃ) سے ہو،اور اگر یہ لفظ عین کے ساتھ تغشیش ہے(جیسا کہ مسلم کی روایت میں وارد ہےتو پھر یہ غش سے ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ وہ کھانے میں دھوکہ پٹی سے کام نہیں لیتی یا وہ چغلی نہیں کھاتی)۔

قالت خرج ابوزرع والأوطاب تُمخض فلقی امرأۃ معھا ولدان لھا کالفھدین یلعبان من تحت خصرھا برمانتین فطلقنی ونکحتھا فنکحت بعدہٗ رجلاً سریاً رکب شریاً وأخذخطیاً واراح علی نعماًثریاًوأعطانی من کل رائحۃزوجاًقال کلی ام زرع ومیری اھلک فلو جمعت کل شیئٍ أعطانی مابلغ اصغر آنیۃأبی زرع۔

(اُم زرع) کہتی ہے کہ(ایک روز)ابوزرع (گھر سے) نکلا، درانحالیکہ دودھ کے برتن بلوئے جارہے تھےتو اس کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی جس کے ساتھ چیتے کے مانند اس کے دو بچے تھے جو اس کی کوکھ کے نیچے دواناروں سے کھیل رہے تھےتو اس نے مجھ کو طلاق دیدی اور اس سے نکاح کرلیا سو میں نے اس کے بعد ایک ایسے آدمی سے نکاح کرلیا جو(اپنی قوم کا) سردار تھا،تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوتا،خطی نیزہ لئے (پھرتا) تھا، اور وہ شام کو میرے پاس مال بردار اونٹ لا چھوڑتا،اس نے مجھے ہر جانور کا ایک جوڑا بھی دیا اور کہا کہ اے ام زرع (خود بھی) کھا اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلا ،سو اگر میں وہ سب چیزیں بھی جمع کرلوں جو اس نے مجھے دی ہیں تو بھی ابوزرع کے سب سے چھوٹے برتن کو نہیں پہنچیں گی۔

أوطاب وطب (بفتح الواو وسکون الطاء والمھملۃ) کی جمع ہے یہ جمع قلیل النظیر ہے،اس سے مراد دودھ کے وہ مشکیزے ہیں جن میں دودھ بلایا جاتا ہے بلوئے جانے کی نسبت اوطاب کی طرف اسناد

مجازی ہے کیونکہ مشکیزے یا دودھ کے برتن نہیں بلوئے جاتے بلکہ دودھ بلویا جاتا ہے یہ اسناد جری النھر کے قبیل سے ہے، بعض روایات میں او طاب کی جگہ وطاب آیا ہے یہ اصلی جمع ہے اور ابو عبید نے اس کو وطبۃ کی جمع بتایا ہے۔

بچوں کو جو چیتے کے ساتھ تشبیہ دی ہے یہ تشبیہ کھیل کود میں ہے، انار سے حقیقت میں انار مراد ہوں ایسا ہرگز نہیں کیونکہ اہل عرب بچوں کو کھیلنے کے لئے انار دینے کے عادی نہ تھے اور نہ ہی ان کی عورتیں بچوں سے بے نیاز ہو کر شاہراہ عام پر کھلم کھلا سب کے سامنے آزادانہ پڑی رہنے کی خوگر تھیں اس لئے یہاں اناروں سے مراد اس عورت کے پستان ہیں، انار کے ساتھ تشبیہ گول ہونے اور سرخ دودھ سے بھرے ہونے میں ہے، بہ اندازِ لطیف اس سے اس کی نوجوانی، شوخی اور عنفوان شباب کی طرف بھی اشارہ ہے۔

وأراح علی نعماً ثریاً یہاں اس جملے کے مطلب میں بھی دو احتمال ہیں کیونکہ نَعَم (بفتحتین) بھی روایت ہے اور نِعَم (بکسر النون و فتح العین المھملۃ) بھی۔ اول الذکر اونٹ کے معنی میں ہے اور ثانی الذکر نعمۃ کی جمع بہر صورت یہ موصوف اور ثری اس کی صفت ہے جو ثروۃ سے ہے جس کے معنی کثرت مال کے ہیں اور أراح اراحۃ سے ماضی ہے کہا جاتا ہے أراح الابل اونٹوں کو باڑے کی طرف واپس لایا، اب مطلب یہ ہوگا وہ شام کے وقت میرے پاس مال سے لدے اونٹ لاکھڑا کرتا یا وہ مجھ کو ایسی نعمتیں عطا کرتا جو ثروت والی یعنی اپنے آپ میں بڑی بیش قیمت ہوتی تھیں۔ یہاں دوسری روایت پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ نعم جمع کا صیغہ ثری مفرد کے ساتھ کیسے موصوف ہوسکتا ہے اس لئے کہ اس اعتراض کا ہم یہ جواب دے سکتے ہیں کہ یہاں تاء تانیث کا حذف رعایت سجع کی وجہ سے درست مانا گیا ہے۔

وأخذ خطیاً: ہمہ وقت نیزہ ہاتھ میں لئے رکھنا جرأت مندی اور بہادری اور ہر وقت دشمن سے نبرد آزما ہونے کے لئے تیار رہنے کی دلیل ہے، خطی خط کی طرف نسبت ہے یہ رمح محذوف کی صفت ہے، خط ساحل عمان پر ایک بستی ہے یہاں نیزے درستگی کے لئے لائے جاتے تھے بنتے نہیں تھے (کما حققه القاضی عیاض)

وأعطانی من کل رائحۃ زوجاً: رائحہ رواح سے ہے جس کے معنی شام کے وقت جانے کے ہیں

مطلب یہ ہے کہ اس نے مجھے ہر جاندار گائے بیل اونٹ بکری غلام وغیرہ کا ایک جوڑا بھی دیا، یعنی دو دو اونٹ بیل بکری وغیرہ جیسا کہ ارشاد باری ہے و کنتم ازواجاً ثلثة بعض روایات میں ذابحة بھی وارد ہوا ہے یعنی ہر ذبح ہونے والے حلال جانور کا ایک ایک جوڑا عنایت کیا۔

قالت عائشة قال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کنت لک کأبی زرع وام زرع

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسے ام زرع کے لئے ابوزرع۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے یہ بات عائشہ کا دل خوش کرنے کے لئے فرمائی ورنہ کہاں رسول پاک اور کہاں ابوزرع، چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ چنانچہ طبرانی کی روایت میں ہے فقالت یارسول اللّٰہ هل أنت خیر لی من ابی زرع اور ایک روایت میں ہے بأبی أنت وامی لأنت خیر لی من ابی زرع لام زرع، معافری کی روایت میں ہے ان مثلی ومثلک کأبی زرع لام زرع اور ھیثم بن عدی کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے فی الالفة والوفاء لافی الفرقة والخلاء۔

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ غیر أنی لا أطلقک میں تجھے طلاق نہیں دوں گا۔

فائدہ: اس روایت سے علماء نے کئی فوائد استخراج کئے ہیں۔

(۱) اہل خانہ کے ساتھ اچھے رہن سہن اور خوش اخلاقی کے برتاؤ کی تعلیم ملتی ہے۔

(۲) گذشتہ لوگوں اور امم سابقہ کے قصص وواقعات کے بیان کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

(۳) ہر لحاظ سے مشبہ کا مشبہ بہ کے مماثل ہونا ضروری نہیں۔

(۴) الفاظ کنائی سے بدون نیت، طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ایک اہم اشکال اور اس کا جواب۔

حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

بعض علماء نے اس قصہ میں یہ اشکال کیا ہے کہ جن عورتوں نے اپنے خاوند کی برائی بیان کی وہ غیبت ہے جو حضور کی مجلس میں ہوئی اور اگر خود حضور ﷺ نے اس قصہ کو ارشاد فرمایا ہے تو اشکال اور بھی قوی ہو جاتا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ کسی غیر معروف شخص کا حال بیان کرنا جس کو لوگ نہ جانتے ہوں غیبت نہیں ہے۔

حرف آخر

ابھی مزید لکھنے کا ارادہ تھا کہ اچانک اطلاع ملی کہ والد ماجد حضرت مولانا اطہر حسین صاحب اچانک علالت طبع کی وجہ سے قبیل المغرب گھر تشریف لے گئے ہیں اس افسوسناک خبر سے دل بے انتہا ملول ہوا اور احقر گھر پہنچ کر حضرت والد صاحب کی مزاج پرسی میں مصروف ہوا، معلوم ہوا کہ اچانک طبیعت میں امتلاء ہوا، کچھ قے ہوئی اور جو چائے پی تھی باہر نکل گئی، چند ہی منٹ کے بعد زبان بند ہوگئی اور حالت مزید بگڑتی گئی، ڈاکٹروں نے مرض کو اعصابی حملہ قرار دے کر دماغ کی کسی نس کے بند ہوجانے یا پھٹ جانے کی رائے ظاہر کی، تقریباً بارہ بجے حالت مزید ابتر ہوگئی ،احقر راقم محمد سعیدی کی والدہ اور خود احقر کی زبان پر غیر اختیاری طور پر یٰسین شریف جاری ہوگئی۔ حسب تجویز معالجین تسلی کے لئے میرٹھ لے جانا طے ہوا مگر ابھی منزل مقصود پر پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ سکوتی کے قریب پل سے ذرا پہلے روح مرحوم عالم دنیا سے عالم آخرت کی طرف ہمیشہ ہمیش کے لئے پرواز ہوگئی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حق تعالیٰ شانہ جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور فردوس بریں میں اعلیٰ وبالا مقام نصیب فرمائے۔

یہ کاوش انہی کے ایصال ثواب کیلئے مختص کرتا ہوں، قارئین باتمکین سے گذارش ہے کہ وہ میرے والد مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کا حتی المقدور اہتمام فرمائیں اور ان کے اولاد واحفاد نیز نسلوں کے لئے مقبولیت اور توفیق خدمت علوم نبویہ کی خاص دعاء کا اہتمام فرمائیں۔